www.KitaboSunnat.com

محمد امین سابق عمانوایل مہنگا پادری

مقام محمدی ﷺ

مسیحیت کی نظر میں

- جناب موسیٰ علیہ السلام کی آخری وصیت میں بشارت
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آمد

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۫ (۹۵ : ۱-۴)

انجیر اور زیتون وطور سینا اور یہ امن والا شہر گواہ ہیں بے شک ہم نے انسان کو بہترین انداز پہ پیدا کیا ہے۔ انجیر اور زیتون کتب انبیائے اسرائیل میں روحانیت ونبوت اور بادشاہت سے تعبیر کیے گئے ہیں۔ انجیر سے مراد قوم اسرائیل کی روحانیت اور نبوت ہے اور زیتون اس کی بادشاہت کی طرف اشارہ کرتا ہے طور سینا وہ مقام ہے جہاں وہ تعلیم دی گئی جس نے ان دونوں قسم کی ترقی کے معراج پر قوم اسرائیل کو پہنچایا یہ امن والا شہر مکہ اور جو کچھ اس میں خدا کی شریعت دی گئی یہ سب گواہ ہیں اس امر پہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین انداز پہ پیدا کیا ہے۔ یہ تہذیب وترقی کے بلند سے بلند مقام چڑھ سکتا ہے۔ طور سینا پہ جو کچھ دیا گیا اس نے ایک غلام اور ذلیل قوم کو اس کی انتہائی ذلت سے اٹھا کر نبوت اور حکومت کا وارث بنا دیا آمن والے شہر میں جو کچھ دیا اس نے ایک مفسد اور ضلال مبین میں غرق قوم کو بدل کر اقوام عالم کی روحانی اور سیاسی امن وسلامتی کا ضامن بنا دیا۔ اس سے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے ایک نہایت ضروری وصیت کی اور فرمایا: عبری الفاظ ملاحظہ ہوں۔

וַיֹּאמַר יְהוָה מִסִּינַי בָּא וְזָרַח מִשֵּׂעִיר לָמוֹ
הוֹפִיעַ מֵהַר פָּארָן וְאָתָה מֵרִבְבֹת קֹדֶשׁ

(استثناء باب ۳۳ آیت ۲) جن کا تلفظ یوں ہے:۔

ویومر یہودہ میسینائی بادزارح مسّعیر لاموہوفیو مہتر پاران واتا مر بیوث قودش میمینو الیش دات لاموجن کا تلفظ یوں ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور کہا خداوند سینا سے آیا اور طلوع ہوا شعیر سے ان کے لیے وہ جلوہ گر ہوا فاران کے پہاڑ سے اور وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آتا ہے۔ اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشی شریعت ہے۔
(استثناء باب ۳۳ آیت ۲)

عبری زبان کا لفظی ترجمہ یہ ہے:

و۔ اور "یومر۔ کہا "یہوده۔ خداوند" مسینائی۔ سینا سے "(من سینئی) با۔ آیا" و۔ اور "زارح طلوع ہوا" متعیر۔ شعیر سے (من شعیر) لامو۔ ان کے لیے" ہو۔ وہ فیہو جلوہ گر ہوا" مہتر۔ پہاڑ سے (من ھر) پاران۔ فاران کے" و۔ اور "اتا۔ آتا ہے" مربیوث۔ ساتھ دس ہزار (من۔ ربوث) قدوش قدسیوں کے" یمینو۔ داہنے ہاتھ پر اس کے (من یمنو) "ایش۔ آتشی" دات۔ شریعت "لامو۔ ان کے لیے

خداوند طورِ سینا سے آیا طور سینا جو از روئے بائیبل خداوند یہوده کی تخت گاہ ہے اس کا جائے وقوع مختلف فرقہائے یہود کے خیالات اور حوالجات بائیبل کی گونا گونی کی بنا پر مختلف ہوا کرے اور موجودہ آزاد خیال علماء مسیحی اسے اور کوہ حورب کو سورج اور چاند کی پرستش کے مظاہر قرار دیتے رہیں (سین اور سینا۔ چاند۔ حورب چلچلاتی دھوپ یا سورج) لیکن متفقہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے یہ امر مسلم ہے کہ وہ مقام جہاں حضرت موسیٰ کو شریعت دی گئی یا قوم اسرائیل کی دینی اور دنیوی ارتقاء کی بنیاد رکھی گئی ہے، طور سینا ہے۔ انجیر سے مراد بنی اسرائیل کی روحانی ترقی اور نبوت ہے، اور زیتون ان کی بادشاہت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور طورِ سینا وہ مقام جہاں ان دونوں باتوں کی بنیاد قائم کی گئی جسے کتاب انبیاء میں شریعت کے ساتھ بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

ہوسیعا نبی قوم اسرائیل کی اس حالت کو جب وہ شریعت پر پہلے پہل عامل ہوئی ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

"میں نے اسرائیل کو ان انگوروں کی مانند جو بیابان میں ہوں پایا۔ جیسا کہ انجیر کا پہلا پکا ہوا پھل جو پہلی مرتبہ لگے ویسا تمہارے باپ دادوں کو دیکھا" (ہوسیعا ۹: ۱۰)

یسعیاہ نبی سماریہ والوں کی خوبصورتی کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے:

"انجیر کے پہلے پھل کی مانند ہو گا جو گرمی کے ایام سے پیشتر لگے جس پر کسی کی نگاہ پڑے اور وہ اسے دیکھتے ہی اور ہاتھ میں لیتے ہی چھٹ کھا جاتا" (یسعیاہ ۲۸: ۴)

نیز دیکھو ہوسیعا ۳: ۱۲ یرمیاہ ۲: ۲ سلاطین اول ۴: ۲۵ یسعیاہ ۳۴: ۴ یرمیا ۸: ۱۳، ۲۴ اور ۲ و ۳ و ۸۔ ۲۹: ۱۷ زکریا ۳: ۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیتون کا درخت حکومت کے مترادف ہے۔ زبور میں حضرت داؤدؑ فرماتے ہیں:۔

"لیکن میں خدا کے گھر میں زیتون کے ہرے درخت کی مانند ہوں" ۵۲ : ۸

یرمیاؑ بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

"خداوند نے تیرا نام ہرے زیتون کا درخت جس کا پھل خوشنما ہے رکھا ہے" یرمیا ۱۱ : ۱۶ نیز دیکھو ہوسیعا ۱۴ : ۶ وغیرہ۔

غرض تین اور زیتون سے مراد بائیبل میں روحانیت نبوت اور حکومت ہے۔ ان دو نعمتوں کے دینے کا وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معرفت جناب اسحٰق اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی اولاد میں سے کیا گیا تھا۔ یہ دونوں قسم کا وعدہ پورا ہوا بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونوں سلسلوں میں حکومت و نبوت قائم ہوئی۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے حضرت یعقوب اور جناب عیسو ان دونوں سلسلوں میں پھر نبوت اور حکومت چلی عیسو اگرچہ بڑا تھا مگر نبوت کی وراثت چھوٹے بھائی کو ملی البتہ حکومت دونوں کی اولاد کے حصہ میں آئی۔ ایک حکومت حضرت یعقوبؑ کے منجھلے بیٹے یہودہ کے نام سے موسوم ہوئی اسی کی نسل میں انبیاء بھی ہوئے۔ البتہ حضرت موسیٰؑ حضرت یعقوب کے ایک اور بیٹے لاوی کی اولاد میں سے تھے جن کے ساتھ طور سینا پر اللہ تعالیٰ کا مکالمہ ہوا اور ان کو ایک مفصّل شریعت دی گئی جس نے بنی اسرائیل میں زندگی پیدا کی خداوند یہودہ کا سینا پہ آنا اسی سے عبارت ہے۔

خداوند کا کوہِ شعیر پہ طلوع

ہمارے بعض علماء نے خداوند کے شعیر پہ طلوع سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام کو شریعت دیا جانا لیا ہے۔ نہیں معلوم ان بزرگوں کے علم میں کتابِ مقدس کا کونسا حوالہ تھا۔ مجھے افسوس ہے باوجود تلاش کے ایسا کوئی حوالہ نہیں ملا۔ اس بارہ میں بائیبل کی صراحت یہ ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بڑے بیٹے عیسو کا بیٹا ادوم تھا اس کی اولاد کوہِ شعیر میں آباد ہوئی ہے یہ شخص ادومی قوم کا باپ کہلاتا ہے۔ آہستہ آہستہ ان لوگوں نے اسی کوہِ شعیر میں اپنی سلطنت قائم کر لی۔ جس کی یہودہ کی سلطنت سے ہمیشہ جنگ رہتی تھی۔ یہ سلطنت جبیل مردار کی جانب جنوب عرابہ سے مشرقی سمت میں بیس میل کے فاصلہ پہ واقع تھی۔ کوہِ شعیر شعر بمعنی بال سے مشتق ہے۔ روئیدگی اور سبزی کی وجہ سے اس پہاڑ کا یہ نام رکھا گیا تھا موجودہ زمانے میں زیادہ تر حصہ پہاڑ خشک سے ہے اگرچہ اس کے بعض قطعات اب بھی سرسبز ہیں۔ حسبِ دعا اسحٰق علیہ السلام مندرجہ پیدائش ۲۷ : ۳۹ - ۴۰ عیسو اور اس کی اولاد کو یہ نصیحت ملی کہ:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ دیکھ زمین کی چکنائی سے اور آسمان کے اُپر اوس سے تیرا قیام ہوگا اور تو اپنی تلوار سے زندگی بسر کرے گا اور اپنے بھائی کی خدمت کرے گا اور یوں ہوگا کہ جب تو تر دد میں پڑے گا تو اس کی حکومت کا جوا اپنی گردن سے توڑ کر پھینک دے گا۔"

جناب اسحاق ؑ کی اس دعائے خیر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت کے حق میں دعائے برکت دونوں نے مل کر اس نسلِ ابراہیمی کی چھوٹی سی شاخ کو بھی نعمت الٰہی سے محروم نہیں رکھا کہتے ہیں حضرت ایوب علیہ السلام اسی قوم میں سے نبی ہوئے (نوحہ یرمیاہ ۴ : ۲۱) اور تہذیب و خردمندی کا بہرہ وافر اس قوم کو ملا۔ بائیبل کی کتاب عبدیاہ آیت ۸ اور یرمیاہ ۴۹ : ۷ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے اس سے زیادہ ہم کوہ شعیر پر طلوع خداوندی کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔

خداوند فاران کی چوٹیوں پر جلوہ گر ہوا

۱۔ فاران بعض مسیحی اور یہودی علماء کے خیال میں وہ میدان ہے۔ جو بر سبع کی شمالی حد کوہِ سینا تک چلا گیا ہے جس کے شمال میں کنعان ۔ جنوب میں کوہ سینا ۔ مغرب میں ملک مصر اور مشرق میں کوہ شعیر ہے ۔

۲۔ بعض کے نزدیک قادیش اور فاران ایک ہے

۳ ۔ کچھ علماء اسے کوہِ سینا کی مغربی نشیب پر قرار دیتے ہیں

لیکن عرب کے قدیم جغرافیہ نویس اور بعض علماء مسیحی کی تحقیقات سے یہ ثابت ہے کہ مکہ معظمہ کے پہاڑوں کا نام فاران ہے ۔ چنانچہ تورات سامری کا عربی ترجمہ سے آرکیونین نے ۱۸۵۱ء میں شائع کیا۔ اس میں پیدائش ۲۱ : ۲۱ کے ترجمہ میں فاران کو حجاز میں بتایا ہے ۔ ترجمہ کے اصل الفاظ عربی یہ ہیں "وتکن بریۃ فاران (الحجاز) واخذت لہ امہ امراۃ من ارض مصر (تکوین ۲۱:۲۱)

"اسمٰعیل بیابانِ فاران واقع حجاز میں سکونت پذیر ہوا اور اس کی ماں نے اس کے لیے مصر سے ایک عورت لی۔"

اس ترجمہ سے ظاہر ہے کہ فاران حجاز میں ہے ۔ اور جب تک مسلمانوں نے اس پیشینگوئی کو مسیحی حضرات کے سامنے پیش نہیں کیا ۔ اس وقت تک فاران حجاز میں رہا۔ جوں ہی علمائے اسلام نے مسیحی دوستوں کی توجہ اس طرف دلائی وہ اس فاران کو اٹھا کر سینا میں لے گئے تاکہ بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثابت نہ ہو ۔ مگر جس طرح پہاڑ کو اٹھانا مشکل ہے اسی طرح فاران کا حجاز سے ٹلنا بھی ناممکن ہے ۔ اس لیے ہم اس جگہ اس پر مختصر مگر مدلل بحث کرتے ہیں ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاران مکہ معظمہ کے پہاڑ کا نام ہے

توراۃ کے مندرجہ بالا آیت پیدائش ۲۱: ۲۱، بخط عربی یوں ہے:

ووییشب بمدبر پاران وتقح لو امو ایشہ مارض مصریتیم" پیدائش ۲۱/۲۱)

" اور سکونت کی وادی غیر ذی زرع فاران میں اور اس کی ماں نے اس کے لیے ملک مصر سے ایک عورت لی۔"

۱۔ اس آیت میں جملہ "مدبر پاران" قابل غور ہے۔ عبری زبان میں مدبر کے معنی ہیں زمین غیر ذی زرع لغت میں لکھا ہے۔

مدبر Unintiabited tract or region untilled.

A desert a saterite-and soletary region.

بطور استعارہ اس کا استعمال بانجھ عورت کے لیے بھی ہوتا ہے گویا اس میں بھی روئیدگی نہیں ہوتی دیکھو ہوسیع ۵ یرمیاہ ۲: ۳۱ یسعیاہ ۲۷: ۱۰ وغیرہ

دنیا جانتی ہے کہ یہ وادی غیر ذی زرع صرف مکہ کی تعریف ہے۔

۲۔ سائیکلوپیڈیا ببلیکا میں پاران کے متعلق لکھا ہے:

Et is not eaoy to understand oll the ot passages relativs to paran

(یعنی بائیبل کی وہ آیات جو فاران سے متعلق ہیں ان کا سمجھنا آسان نہیں ہے۔")

بائیبل کے متضاد بیانات سے ظاہر ہے کہ وہ فاران کا صحیح جائے وقوع بتلانے سے قاصر ہے۔ لیکن پیدائش ۲۱: ۲۱ مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہے کہ حضرت اسمٰعیل وادی فاران میں آباد ہوئے اور ایک امر واقعہ ہے کہ جناب اسمٰعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے عرب کے مختلف قطعات میں آباد ہوئے پس فاران وہی جگہ ہے جہاں حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد اس وقت سکونت پذیر تھی جب بائیبل لکھی گئی وہ بلاشک و شبہ عرب ہے۔

پولوس نامہ گلاتیوں میں لکھتا ہے "یہ باتیں تمثیلی بھی جاتی ہیں اس لیے کہ یہ دو عورتیں عہد ہیں ایک تو سینا پہاڑ پر سے جو ہوا وہ نرے غلام جبشی ہے یہ حاجرہ ہے کیونکہ حاجرہ عرب کا کوہ سینا ہے۔ اور اب کے یروشلم کا جواب ہے اور یہی اپنے لڑکوں کے ساتھ غلامی میں ہے۔ پر اوپر کا یروشلم آزاد ہے سو ہی ہم سب کی ماں ہے" (۴: ۲۴-۲۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پولوس (یعنی موجودہ عیسائیت کا بانی) اس جگہ دو کوہ سینا قرار دیتا ہے۔ ایک سارہ کا کوہ سینا اور دوسرا ہاجرہ کا کوہ سینا (سائرہ شریعت سے آزاد بچے جنتی ہے اور ہاجرہ شریعت کے پابند اسی طرح یروشلم بھی دو ہیں۔ ایک نیا اور دوسرا دور کا پرانا ہے۔ مگر ہاجرہ کا یروشلم نیا ہے اس حوالہ کا مطلب یہ ہے کہ سینا فاران اور یروشلم وغیرہ الفاظ بطور مجازہ و استعارہ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اور اس سے مراد دو قومیں ہیں ایک حضرت اسحاق اور سارہ کی اولاد اور دوسری حضرت اسمٰعیل اور ہاجرہ کی اولاد

پس خداوند کا کوہِ سینا پر آنا دو طرح پر ہے ایک سارہ کی اولاد سے موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور سینا پر شریعت کا دیا جانا اور دوسرے ہاجرہ کی اولاد میں مثل موسیٰ علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل شریعت کا دیا جانا یہی عرب کوہ سینا ہے جس پر خدا اترا ہے۔ اسی طرح ایک فاران شاید وہ بھی ہو جس پر بنی اسرائیل کے کوچ کے وقت بدلی جا ٹھہری تھی۔ اور ایک فاران وہ ہو جس پر ایک عظیم الشان روحانی بارش کی بدلیاں اُمنڈ آئیں اور یہی خداوند کا فاران پر جلوہ گر ہوتا ہے۔

۱۔ "وہ لوگ جو فاران کو بیابان سینا میں قرار دیتے ہیں وہ ان امور پر غور کریں"

۲۔ کتاب گنتی ۱۰ : ۱۲ کی بنا پر بیابانِ سینا اور بیابانِ فاران الگ الگ دو بیابان ہیں ایک سے چلتے اور دوسرے میں پہنچتے ہیں۔

۳۔ کتاب پیدائش ۱۴ : ۶ کی بنا پر کوہِ شعیر اور فاران دو جداجدا پہاڑ ہیں۔

۴۔ کتاب شمار ۱۲ : ۱۶ و ۱۳ : ۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام حیرت سے آگے بڑھ کر فاران ملتا ہے۔

۵۔ کتاب شمار ۱۳ : ۲۵، ۲۶ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کنعان کی واپسی پر پہلے فاران پڑتا ہے۔ اور پھر قادیش گویا قادیش شمالی سرحد فاران پر واقع ہے۔

۶۔ کتاب اول سلاطین ۱۱ : ۱۸ سے معلوم ہوتا ہے۔ مدین اور مصر کے رستہ میں فاران پڑتا ہے اور مدین حجاز میں واقع تھا صد ۱۲۴، ۱۶۳

۷۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ فاران اور قادیس ایک ہیں وہ مندرجہ ذیل حوالجات پر غور کریں پیدائش ۱۴ : ۶، ۷ سے قادیش اور فاران کا علیحدہ علیحدہ ہونا ثابت ہے۔

۸۔ وہ مسیحی دوست جن کا خیال ہے کہ فاران کوہ سینا کے مغرب نشیب میں واقع تھا یہ اس لیے غلط ہے کہ اولاد اسمٰعیل وہاں آباد ہی نہیں ہوئی۔

بائیبل میں ہاجیریوں سے مراد اولادِ ہاجرہ ہے جن کے ساتھ بنی اسرائیل کی جنگ ہوئی تواریخ اول ۵ : ۱۰ و ۲۰ اس کے بعد کے زمانہ میں یہی نام مسیحیوں کی طرف سے مسلمانوں کو دیا گیا اور اسی لفظ ہاجرہ سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسیر یا والوں نے اخگیا انگر فعل بنا کر مسلمان ہونے والوں کے لیے استعمال کیا اور اسی زبان میں مسلم کو مگلایا کہتے ہیں - اور یونانیوں نے مگرتیس - مگریوس - مگرینرین مسلمانوں کے یہ الفاظ بناتے - کتاب باردق جو تورات کے نسخہ مصینیہ میں ایک صحیفہ ہے اس کے ۸ : ۲۳ میں حاجرین کا ذکر ایل تیما کے ساتھ آیا ہے اور اس سے مراد وہ لوگ لیے ہیں جو حکمت اور دانائی کے گہر بار ہیں مختلف زبانوں کی اس شہادت سے ثابت ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام عرب میں آباد ہوئے اور ہاجرہ کی اولاد کا نام مسلمان خود مسیحیوں سے رکھا جانا بھی اسی امر کی تصدیق کرتا ہے -

حبقوق نبیؑ نے اس پیشینگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا خدا جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا حبقوق ۳ : ۳ یہاں صاف طور پر فاران کا جنوب میں ہونا بیان کیا گیا ہے - اور حجاز شام کے جنوب میں ہے -

دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آمد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مخصوص اور روشن نشان کے متعلق ہم حضرت حنوک یا ادریس علیہ السلام کی پیش گوئی میں بحث کر چکے ہیں - اور وہاں ہم یہ بھی دکھا چکے ہیں کہ اس بشارت کا انتظار ابتداء عالم سے کل انبیاء کو تھا - یہاں تک کہ حضرت مسیح کی ۴۳ سال کے بعد بھی یہوداہ نے اپنے خط میں اس پیشینگوئی کے پورا ہونے کی تمنا ظاہر کی ہے - پس جناب مسیحؑ کے بعد صرف ایک ہی نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - جن کے حق میں یہ بشارت عظمیٰ پوری ہوئی ایک عرصہ دراز سے بائیبل کے ترجمہ میں دس ہزار قدسیوں کے ساتھ خداوند کے آنے کا ذکر موجود ہے - مگر کچھ عرصہ سے نئے ترجموں میں اس پیشینگوئی کو مبہم بنانے کے لیے اس کا ترجمہ "لاکھوں قدوسیوں کے ساتھ" کیا جانے لگا ہے - اس لیے عربی الفاظ پر مختصر سی بحث کی ضرورت ہے - دراصل دس ہزار قدوسیوں کی معیت نہ صرف فاران کی جائے وقوع کے متعلق فیصلہ کر دیتی ہے - بلکہ پیشینگوئی کے اصل مصداق کے ناقابلِ تردید شہادت دیتی ہے -

کیونکہ صرف انبیاء بنی اسرائیل کی تاریخ میں نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں دس ہزار قدوسیوں کا قدوس ساتھی صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتے ہیں - جناب موسیٰ نے دو ہزار سال بیشتر موعود کل ادیان کا یہ نشان بتایا - ایسا نہیں بلکہ جناب آدم کی صرف ساتویں پشت میں حضرت ادریس علیہ السلام یہی روشن نشان بیان فرماتے ہیں - اور ہندو مت کی کتابوں پر آن وغیرہ پر اعتبار کر لیا جائے تو ہزاروں نہیں لاکھوں برس بیشتر ویدوں کے رشیوں نے موعود کا یہی نشان بتایا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا واقعہ دنیا کی تاریخ میں صرف ایک ہی ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک ہی رہے گا - دس ہزار قدوسی بنانا تو ایک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے نظیر قدوس کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ انبیائے عام میں سے تو کوئی نہ ہوا جس نے اپنی زندگی میں اس قدر شدید مخالفت کے باوجود دس ہزار انسان اپنے ساتھ جمع کر لیے ہوں

عبرانی کے اصلی الفاظ پر بحث

آیت زیر بحث کے عبری الفاظ میں ایک لفظ ربوث ہے جس کے معنی ہم نے دس ہزار کیے ہیں۔ یہ لفظ کئی جگہ کتب انبیاء میں استعمال ہوا ہے۔ اس کا مادہ ربث ہے اور معنی دس ہزار دیکھو نحمیاہ ۷: ۱۷ اور ولیم جیٹن کی عبری انگریزی لغت میں ربوث کے معنی لکھے ہیں:

A MYRAID TEN THOUSANDS (ربوث)

TWICE TEN THOUSANDS (شیشی ربوث)

کبھی کبھی ربوث کا آخری ثا گرا کو بھی انہیں معنوں میں استعمال کرتے ہیں جیسے تواریخ اوّل ۲۹: ۷ عذرا ۲: ۶۹ نحمیاہ ۷: ۶۶ زبور ۶۸: ۱۸۔

پس مسیحیوں کا نیا ترجمہ لاکھوں ملائک محض پیشگوئی کو مبہم بنانے کے لیے ہے۔ دوسرا لفظ قودش ہے جس کا ترجمہ اب ملائکہ کر دیا ہے۔ یہ مطلق پاکیزہ اور پاک کے معنی رکھتا ہے۔ اور ہر ایک پاک اور مقدس شے قوم اور جگہ کے لیے استعمال ہوا ہے مثلاً

- آدمہ قودش " خروج ۳: ۵ = مقدس سرزمین
- " مقوم ہقودیش " احبار ۱۵: ۱۷ (۱۴): ۱۳ = مقدس جگہ
- " ہر قادیشی زبور ۲: ۶ = میرا مقدس پہاڑ
- " عم قودیش دانیال ۱۲: ۷ مقدس لوگ

پس جملہ " مربیوث قودیش " کے معنی از روئے لغت و محاورات بائیبل " دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ ہیں "

اس کے داہنے ہاتھ پر آتشیں شریعت ہے

یہ آیت زیر بحث کا آخری حصّہ ہے۔ عبری اور عربی دونوں زبانوں میں یمین (داہنے ہاتھ) کا محاورہ برکت۔ بندگی۔ حکومت اور طاقت کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے داہنے ہاتھ میں شریعت کی آگ ہے یعنی ایسے مذہبی جنگ کرنے پڑیں گے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مسیحیت کا سب سے بڑا اعتراض جہاد اور مذہبی جنگ کرنے کا ہے۔ اس اعتراض کو انبیاء کے صحف نے کبھی یوں رد کیا ہے کہ اس نبی موعود کی کمان بدلی سے باہر نہ ہو گی یعنی اس کی جنگ رحمت کی بدلی میں یا رحمِ مجسم ہو گی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(دیکھو بشارت نوحؑ) اور کبھی یوں جواب دیا کہ وہ جب دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آئے گا[1]۔ تو اپنا ہتھیار رکھ دے گا (و بد) یعنی اس کی فتح خونریزی سے نہ ہو گی بلکہ امن و صلح سے ہوگی اور کبھی اس رنگ میں جہاد کے اعتراض کی تردید کی کہ اس کا آنا خداوند کا آنا ہوگا یعنی اس وقت انصاف و عدل کامل ہوگا کسی پر ظلم نہ ہوگا (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی یوں پوری ہوئی)

یہ پیشین گوئی جناب مسیح علیہ السلام کے متعلق نہیں

حضرت مسیحؑ کے متعلق یہود اور مسیحی دونوں کے دلوں میں تمنا تھی کہ وہ ان کے دشمنوں کو سزا دے گا مگر نہ تو مسیح یہود کے خیال کے مطابق آیا اور نہ صدر اولی کے مسیحیوں کی آرزو پوری ہوئی۔ گو اسی خیال سے حضرت مسیحؑ نے خود فرمایا کہ میں آگ لگانے آیا ہوں۔ مگر اس آتش زنی میں ان کی زندگی بھر کچھ کامیابی نہ ہوئی اور مسیحیوں نے بھی مایوس ہو کر دردمند دل کو یوں تسلی دی کہ وہ آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ پر بیٹھ کر لوگوں کی عدالت کرے۔ یہ پیشینگوئی چونکہ مسیح کے حق میں نہ تھی اس لیے شریعت کی آگ مسیحؑ کے داہنے ہاتھ میں نہ دی گئی۔ بلکہ مسلمات مسیحی اور خیالات یہود کی رو سے شریعت کی آگ اس کے بائیں ہاتھ میں دی گئی۔ کیونکہ مجرم کو اس کا فتویٰ بائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے۔ داہنے ہاتھ میں آتشِ شریعت صرف حضرت نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ اس لیے کہ ایلیاس نبیؑ نے مسیح فرمایا تھا میں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں . . . پر میرے بعد جو آتا ہے وہ تمہیں آگ سے بپتسمہ دے گا (متی کی انجیل ۳ : ۱۲) مسیح تو ایلیاس کے زمانہ میں موجود تھا۔ نیز اس نے بھی پانی سے بپتسمہ دیا۔ لیکن آگ کا بپتسمہ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ جو لوگ حق کی خاطر آتش جنگ میں کود سے وہی مسلم کہلائے اور یہی آگ کا بپتسمہ تھا جو مسلمانوں کو دیا گیا۔ پس یہ پیشگوئی ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو اپنے تمام اجزا کے لحاظ سے صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پوری ہوئی اور جہاد کرنے والا نبیؐ ہونے کی وجہ سے مماثلت موسیٰؑ کو بھی پوری کر گئی۔ وما علینا الا البلاغ المبین

[1] جب مکہ فتح ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار قدوسی تھے۔ آپؐ جاہ و جلال کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ